www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



نقد و نظر

مولانا ارشاد الحق اثری
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

# علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ اور ضعیف احادیث

۱۹۹۹ء کا یہ سال، عالم اسلام بالعموم اور سلفی حضرات کے لئے بالخصوص 'عامِ حزن' ہے جس میں یکے بعد دیگرے نامور اسلامی شخصیات اس جہانِ فانی سے رخصت ہو کر اپنے خالق حقیقی کے پاس پہنچ گئیں اور عالم اسلام ان کے علم و فضل سے محروم ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!...... اسی سال داغِ مفارقت دینے والے حضرات میں حضرت شیخ مصطفیٰ زرقا، شیخ مناع قطان، شیخ عطیہ سالم، شیخ علی طنطاوی، مولانا محمد عبدہ الفلاح، شیخ محمد عمر فلاتہ، شیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھی، شیخ علامہ عبدالعزیز بن باز اور آخر میں محدث العصر حضرت علامہ شیخ الالبانی رحمہم اللہ سر فہرست ہیں۔ ان حضرات نے دین حنیف کی کس قدر خدمات سر انجام دیں، کتاب و سنت کی تعلیمات کو پھیلانے اور مردہ دلوں کو نورِ ایمان سے منور کرنے میں جو سعی بلیغ کی اس کی داستان نہایت طویل ہے۔ ان میں بالخصوص شیخ ابن باز اور شیخ البانی کی خدمات کا دائرہ تو اتنا وسیع ہے کہ ع سفینہ چاہئے اس بحر بے کراں کے لئے!!

زیر نظر تحریر میں ہم مؤخر الذکر حضرت شیخ البانیؒ کے منہج اور حدیثِ نبوی کے حوالہ سے ان کے ایک موقف کی وضاحت کریں گے۔ انہوں نے گو ایک سو سے زائد کتابیں تصنیف کی ہیں اور ہر کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے نادر تحقیقات پر مشتمل ہے مگر ان میں زیادہ مشہور کتب سلسلة الأحاديث الصحيحة، سلسلة الأحاديث الضعيفة، إرواء الغليل، صفة صلاة النبي ﷺ، صحيح جامع الصغير، ضعيف جامع الصغير، إتمام المنة، غاية المرام، أحكام الجنائزاور تحذير الساجد وغیرہ ہیں۔

حدیث و سنت کے باب میں ان کی سب سے بڑی کاوش یہ ہے کہ انہوں نے اس رجحان کی آبیاری کی کہ أحکام و مسائل میں صحیح اور حسن حدیث کا ہی اہتمام کیا جائے، ضعیف پر قطعاً عمل نہ کیا جائے۔ اسی طرح فضائل و مستحبات میں بھی ضعیف پر اعتماد نہ کیا جائے۔ اسی بنا پر انہوں نے ذخیرۂ احادیث میں سے صحیح اور ضعیف روایات کو چھانٹ کر رکھ دیا۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة، سلسلة الأحاديث الضعيفة، صحيح جامع الصغير، ضعيف جامع الصغير کے علاوہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



صحیح ابی داود، ضعیف ابی داود، صحیح الترمذی، ضعیف الترمذی، صحیح النسائی، ضعیف النسائی، صحیح ابن ماجة، ضعیف ابن ماجة، صحیح الترغیب و الترھیب، ضعیف الترغیب والترھیب، صحیح الأدب المفرد، ضعیف الأدب المفرد اور صحیح الکلم الطیب وغیرہ اسی سلسلة الذھب کی کڑیاں ہیں۔ ان کے صحت وضعف کے حکم پر نقد و تبصرہ اہل علم کا حق ہے۔ کیونکہ شیخ البانی بھی انسان ہیں اور سہو وخطا سے کون انسان ہے جو محفوظ رہا ہو۔ خود راقم الحروف ناچیز بھی کئی مقامات پر شیخ مرحوم سے متفق نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ ان کی چند ایسی خطاؤں کی بنا پر ان کی خدماتِ جلیلہ کو ہدفِ تنقید بنالیا جائے اور محض معاصرانہ چشمک میں بات کا بتنگڑ بنا دیا جائے۔ مثلاً یہی دیکھئے کہ شیخ ابو غدہ، شیخ ابو عوامة وغیرہ کو الصحیحة اور الضعیفة کی تقسیم وتفریق ہی نہیں بھاتی۔ جس کی تفصیل "أثر الحدیث الشریف فی إختلاف الأئمة الفقھاء لأبی عوامة اور حواشی ظفر الأمانی لأبی غدة میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ہم یہاں اس مسئلہ میں شیخ البانی کے موقف کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں اور بتلانا چاہتے ہیں کہ ان کا یہ موقف نیا نہیں۔ امام بخاری امام مسلم وغیرہ کا بھی یہی موقف تھا، چنانچہ موصوف فرماتے ہیں:

"أن الحدیث الضعیف لایعمل بہ مطلقاً لافی الفضائل والمستحبات ولافی غیرھما، ذلك لأن الحدیث الضعیف إنما یفید الظن المرجوح بلاخلاف أعرفه بین العلماء وإذا کان کذلك فکیف یقال بجواز العمل به والله عزوجل قد ذمّه فی غیر ما آیة من کتابه فقال تعالیٰ ﴿إِنَّ الظَّنَّ لاَ يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ وقال: ﴿إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلاَّ الظَّنَّ﴾ وَقَالَ رسول اللهﷺ "إیاکم والظن فان الظن أکذب الحدیث" أخرجه البخاری و مسلم" (مقدمہ ضعیف الجامع، ص ۴۵)

"ضعیف حدیث پر مطلقاً عمل نہ کیا جائے نہ فضائل ومستحبات میں اور نہ ان کے علاوہ کسی اور موقع پر کیونکہ ضعیف حدیث کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ظن مرجوح کا فائدہ دیتی ہے۔ لہٰذا جب اس کی یہ پوزیشن ہے تو اس پر عمل کیونکر جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی بہت سی آیات میں ظن کی مذمت بیان کی چنانچہ فرمایا ہے "بے شک جہاں یقین چاہیے، وہاں ظن کوئی کام نہیں آتا" نیز فرمایا "وہ تو محض ظن کی پیروی کرتے ہیں" اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "ظن سے بچو کیونکہ ظن بہت جھوٹی بات ہے"

ضعیف حدیث پر عمل نہ کرنے کی جو دلیل اصولی طور پر علامہ البانیؒ نے پیش کی ہے۔ صحیح خبر واحد کو ظنی کہہ کر درخور اعتنا نہ سمجھنے والوں کے لئے باعثِ تامل ہے۔ ضعیف کی حیثیت تو "ظن مرجوح" کی ہے اور اس پر عمل بھی بقول حافظ ابن حجرؒ اس شرط پر ممکن ہے کہ اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ ہو تاکہ نبی کریم ﷺ کی طرف ایسی چیز منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہیں کہی۔ چنانچہ ضعیف حدیث

© rasailojaraid.com



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



پہ عمل کے لئے شروطِ ثلاثہ کا ذکر کرتے ہوئے آپؒ تیسری شرط یہی بیان کرتے ہیں:

"أن لایعتقد عند العمل به ثبوته لئلا ینسب إلی النبی ﷺ ما لم یقله"

"اس پر عمل کے وقت اس کے ثبوت ہونے کا یقین نہ رکھا جائے تاکہ نبی اکرم کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہیں فرمائی" (القول البدیع: ص ۲۵۸)

بلکہ خود حافظ ابن حجرؒ کے الفاظ اس بارے میں انتہائی غور طلب ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

"ولکن اشتهر أن أهل العلم یتسمحون فی ایراد الأحادیث فی الفضائل وإن کان فیها ضعف مالم تکن موضوعة، وینبغي مع ذلك اشتراط أن یعتقد العامل کون ذلك الحدیث ضعیفا وأن لایشهر ذلك لئلا یعمل المرأ بحدیث ضعیف فیشرع مالیس بشرع أویراه بعض الجهال فیظن أنه سنة صحیحة وقد صرح بمعنی ذلك الاستاذ أبو محمد ابن عبدالسلام وغیره ولیحذر المرأ من دخوله تحت قوله ﷺ من حدث عنی بحدیث یری أنه کذب فهو أحد الکذابین فکیف بمن عمل به ولا فرق فی العمل بالحدیث فی الأحکام أو فی الفضائل إذا لکل شرع" (تبیین العجب: ص ۸،۹)

"یعنی شہر رجب کے بارے میں اس کے کسی مخصوص دن روزہ رکھنے یا کسی رات قیام کی فضیلت میں کوئی قابل استدلال روایت ثابت نہیں۔ لیکن مشہور ہے کہ اہل علم احادیثِ فضائل میں تساہل سے کام لیتے ہیں اگرچہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو اِلا یہ کہ وہ موضوع ہو۔ لیکن اس کے ساتھ یہ شرط بھی ضروری ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اسے ضعیف سمجھے اور اسے شہرت نہ دے تاکہ کوئی شخص ضعیف حدیث پر عمل نہ کرے اور ایسے عمل کو مشروع بنا لے جو شریعت نہیں ہے یا بعض بے خبر لوگ اسے سنتِ صحیحہ نہ سمجھنے لگیں۔ اسی قسم کی تصریح استاد ابو محمد ابن عبدالسلام وغیرہ نے بھی کی ہے اور انسان کو آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کے تحت آجانے سے بچنا چاہئے کہ جو میری طرف سے حدیث بیان کرتا ہے جسے وہ جھوٹی سمجھتا ہے تو وہ دو میں سے ایک جھوٹا ہے۔ جب جھوٹی روایت بیان کرنے پر ایسی وعید ہے تو جو اس پر عمل کرے اس کا کیا حال ہوگا اور احکام یا فضائل میں حدیث پر عمل میں کوئی فرق نہیں جب کہ ان سب کا تعلق شریعت سے ہے"

حافظ ابن حجرؒ کے الفاظ سے دو باتیں نکھر کر سامنے آتی ہیں:

(۱) دینی مسائل کا تعلق اَحکام سے ہو یا فضائل سے وہ بہر نوع دین ہیں۔

(۲) ضعیف روایت پر عمل کو شہرت نہ دی جائے تاکہ دین سے بے خبر لوگ اس پر عمل کو سنت نہ سمجھنے لگیں یا اس پر عمل کو شریعت نہ بنا لیں۔

سوال یہ ہے کہ ضعیف حدیث پر فضائل میں عمل کر لینے کے موقف کو اپنانے کے بعد علماءِ امت نے ان شرائط کو ملحوظ رکھا؟ قطعاً نہیں بلکہ اس دائرہ کو اس قدر وسیع کر دیا کہ فضائل اعمال میں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com


موضوع (بناوٹی) احادیث تک کو قبول کرلیا گیا۔ چنانچہ ایک حدیث جو یومِ عرفہ کی فضیلت میں ان الفاظ سے مروی ہے: "أفضل الأيام يوم عرفة أذا وافق يوم الجمعة فهو أفضل من سبعين حجة"

"یومِ عرفہ جمعہ کے روز ہو تو وہ سب دنوں سے افضل دن ہے اور اسی دن حج کرنا ستر حج سے افضل ہے" (اسے رزین نے روایت کیا ہے)

اسی روایت کے بارے میں علامہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"وأما ما ذكره بعض المحدثين فى أسناد هذا الحديث أنه ضعيف فعلى تقدير صحته لايضر المقصود، فان الحديث الضعيف معتبر فى فضائل الأعمال" (الأجوبة الفاضلة، ص ۳۷)

"اور یہ جو بعض محدثین نے اس کی سند کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ ضعیف ہے تو اسے صحیح تسلیم کرلینے سے بھی مقصود پر کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ ضعیف حدیث فضائل اعمال میں معتبر ہے۔"

باعثِ تعجب ہے کہ علامہ لکھنویؒ نے بھی علامہ ملا علی قاریؒ کی خاموش تائید ہی کی ہے۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ روایت صرف ضعیف نہیں بلکہ باطل محض ہے۔ علامہ ابن قیمؒ رقمطراز ہیں:

"وأما ما استفاض على السنة العوام بأنها تعدل ثنتين وسبعين حجة فباطل لا أصل له عن رسول الله ﷺ ولا عن أحد من الصحابة والتابعين"

"لوگوں کی زبان پر جو یہ مشہور ہے کہ جمعہ کے روز کا حج بہتر حج کرنے کے برابر ہے تو یہ باطل ہے، اس کی کوئی سند رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ کسی صحابی سے، نہ ہی کسی تابعی سے اس کی کوئی بنیاد ثابت ہے۔" (زاد المعاد: ج۱ ص ۶۵، مطبوعہ موسسۃ الرسالہ)

مگر ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ اس بے اصل روایت کو بھی فضائل اعمال کے معروف اصول کی بنا پر قبول کرلیا گیا۔ اس نوعیت کی روایات کو یہاں جمع کیا جائے تو یہ مختصر مضمون طویل ہو جائے گا۔ بلاشبہ علامہ ابن ہمامؒ اور انہی کی پیروی میں بہت سے علماء نے کہا ہے کہ ضعیف حدیث سے استحباب ثابت ہوتا ہے مگر قابل غور بات یہ ہے کہ کیا استحباب احکامِ شرعیہ میں سے ہے یا نہیں؟ (علم اصولِ فقہ میں احکامِ خمسہ یوں ہیں: فرض، مستحب، جائز، مکروہ اور حرام)...... مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے علامہ ابن ہمامؒ کی رائے کے ساتھ ساتھ محقق جلال الدین الدوانی سے اس کے برعکس یہ بھی نقل کیا ہے کہ:

"اتفقوا على أن الحديث الضعيف لا يثبت به الأحكام الخمسة الشرعية" (الأجوابة الفاضلة، ص ۵۶)

"سب کا اتفاق ہے ضعیف حدیث سے شریعت کے احکامِ خمسہ ثابت نہیں ہوتے"

اور انہی احکام خمسہ میں ایک مستحب بھی ہے۔ لہٰذا جب استحباب کا درجہ بھی شریعت کے احکام


© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



میں شامل ہے تو اس کو ضعیف حدیث سے ثابت کر لینا ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ﴾ (وہ تمہارے لئے ایسی چیزیں شریعت بنا دیتا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی) کے زمرہ میں نہیں آتا ہے؟...... اسی کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے "فیشرع مالیس بشرع" کے الفاظ سے اشارہ کیا ہے۔ ضعیف حدیث پر عمل تو محض ظن مرجوح پر مبنی ہے، ظن غالب یا ظن صحیح اس کی بنیاد نہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ کسی چیز کے ثبوت یا عدمِ ثبوت میں اشتباہ ہو تو فقہاءِ کرام احتیاطاً عدمِ ثبوت کو ترجیح دیتے ہیں۔ سنت اور بدعت میں اشتباہ ہو تو وہاں بھی اس عمل کو چھوڑ دینا راجح قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح جہاں ظن مرجوح اور شریعت کی تشریع کا پہلو ہو تو احتیاط کا تقاضا ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔ بالخصوص جبکہ اس اصول کی آڑ میں بہت سی بے اصل روایات کو بھی قابل اعتنا سمجھا گیا ہے اور بہت سی بدعات کو اس سے سہارا دیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ اسی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولا يجوز أن يعتمد في الشريعة على الأحاديث الضعيفة التي ليست صحيحة ولا حسنة، ولكن أحمد بن حنبل وغيره من العلماء جوّزوا أن يُروىٰ في فضائل الأعمال مالم يعلم أنه ثابت، إذ لم يعلم أنه كذب و ذٰلك أن العمل إذا علم انه مشروع بدليل شرعي و روى في فضله حديث لا يعلم أنه كذب جاز أن يكون الثواب حقا ولم يقل أحد من الائمة أنه يجوز أن يجعل الشئ واجباً أومستحباً بحديث ضعيف ومن قال هذا فقد خالف الإجماع" (القاعدة الجليلة، ص ۸۴)

"یہ جائز نہیں کہ شریعت میں ضعیف احادیث پر اعتماد کیا جائے جو نہ صحیح ہیں اور نہ ہی حسن ہیں۔ لیکن امام احمدؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ جب کسی حدیث کا جھوٹا ہونا ثابت نہ ہو اور اس کا صحیح ثابت ہونا بھی معلوم نہ ہو تو فضائل اعمال میں اسے بیان کرنا جائز ہے۔ یہ اس لئے کہ جب دلیل شرعی سے کسی عمل کا مشروع ہونا ثابت ہو اور اس کی فضیلت میں ایسی حدیث ہو جو جھوٹی نہ ہو تو اس کا حق ہونا جائز ہے اور یہ تو کسی امام نے نہیں کہا کہ ضعیف حدیث سے کسی چیز کو واجب اور مستحب قرار دیا جاسکتا ہے۔ جس نے بھی یہ کہا ہے اس نے اجماع کی مخالفت کی ہے"

شیخ الاسلامؒ نے ایک دوسرے مقام پر بڑی تفصیل سے اس مسئلہ پر بحث کی ہے جو ان کے مجموعہ فتاویٰ کی جلد ۱۸ کے ص ۶۵، ۶۸ پر دیکھی جاسکتی ہے۔ جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ استحباب حکم شرعی ہے جو دلیل شرعی سے ہی ثابت ہو سکتا ہے اور جو بغیر دلیل شرعی کے خبر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو فلاں عمل محبوب ہے تو وہ دین میں ایسا طریقہ مشروع قرار دیتا ہے جس کی اجازت اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نہیں دی۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے مقدمہ صحیح الترغیب والترہیب (ص ۲۸، ۳۱) میں شیخ الاسلام کی اس عبارت کو مکمل نقل کیا ہے اور اس کے بعد علامہ ابواسحٰق شاطبیؒ کی معروف کتاب "الاعتصام" ج ۱

© rasailojaraid.com



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com


ص ۲۴۹ سے اس کی مزید تائید تفصیلاً نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہی ہے کہ بدعات کے رسیا ضعیف اور واہی احادیث سے اپنی بدعات کو اسی اصول سے سہارا دیتے ہیں کہ 'فضائل اعمال میں ضعیف حدیث قابل قبول ہیں' نیز ضعیف حدیث سے استحباب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ استحباب احکامِ شرعیہ خمسہ میں سے ایک حکم ہے اور وہ صحیح حدیث سے ہی ثابت ہوتے ہیں ضعیف سے نہیں۔ شریعت میں کوئی حکم ثابت ہو تو اس کی فضیلت میں ترغیب وترہیب کے طور پر ضعیف روایت میں تساہل قابل برداشت ہے۔ یوں نہیں کہ شرعی حکم کی بنیاد ہی ترغیب وترہیب پر رکھی جائے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور علامہ شاطبیؒ کے علاوہ امام یحییٰ بن معینؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، علامہ ابن العربیؒ، علامہ ابن حزم رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے جیسا کہ علامہ جمال الدین قاسمیؒ نے قواعد التحدیث ص ۹۴ میں نقل کیا ہے اور یہی موقف علامہ البانیؒ کا ہے۔ الباعث الحثیث ص ۱۰۱ کے حواشی میں علامہ احمد شاکر نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔ علامہ البانیؒ نے اسی سلسلہ میں امام ابن حبانؒ کا کلام ان کی کتاب المجروحین کے مقدمہ سے تمام المنة ص ۳۳، ۳۴ میں اور امام مسلمؒ کا کلام مقدمہ صحیح الترغیب والترہیب ص ۲۶ میں درج کیا ہے۔ امام ابو شامہؒ تو یہاں تک لکھتے ہیں:

"لا يصح الآن لمسلم عالم أن يذكر إلا ما صح لئلا يشقى في الدارين لِما صحّ عن سيد الثقلين أنه قال من حدّث عني بحديث يرىٰ أنه كذب فهو أحد الكاذبين" (كتاب الباعث على إنكار البدع والحوادث، ص ۲۳۷)

"اب کسی مسلمان عالم کے لئے درست نہیں کہ صحیح کے علاوہ ضعیف اور ناقابل اعتبار روایت ذکر کرے تاکہ کہیں وہ دونوں جہاں میں اس رسوائی اور بدبختی کا مصداق نہ ہو جائے جو سید الثقلین ﷺ نے بیان فرمائی ہے کہ جس نے بھی میری طرف سے ایسی حدیث بیان کی جسے وہ جھوٹی خیال کرتا ہے تو وہ دو میں سے ایک جھوٹا ہے۔"

مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے الأجوبة الفاضلة اور ظفر الأماني میں اس موضوع پر تفصیلاً بحث کی ہے اور محقق جلال الدین الدوانی کا کلام ان کے رسالہ انموذج العلوم سے نقل کیا ہے۔ جس سے ضعیف حدیث سے استحباب کے ثبوت کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔ جس میں خلاصہ کلام کے طور پر آخر میں لکھتے ہیں:

"فلم يثبت شئ من الأحكام بالحديث الضعيف بل أوقع الحديث الضعيف شبهة الاستحباب فصار الاحتياط أن يعمل به واستحباب الاحتياط معلوم عن قواعد الشرع" انتهى (الأجوبة: ص ۵۹ / ظفر الاماني: ص ۱۹۳)

"ضعیف حدیث سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا البتہ ضعیف حدیث نے استحباب کا شبہ پیدا کیا ہے لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ اس پر عمل کیا جائے کیونکہ احتیاطاً استحباب پر عمل شریعت کے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



قواعد میں معلوم و معروف ہے۔"

گویا ضعیف حدیث سے استحباب کا محض شبہ ہوتا ہے اور احتیاطاً اس پر عمل کو اختیار کیا گیا ہے مگر اس شبہ کا ازالہ علامہ البانیؒ کے کلام میں پہلے گزر چکا کہ ضعیف پر عمل ظن مرجوح کی بنیاد پر ہے جس کی پیروی کا ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم ہی نہیں دیا اور یہاں شبہ استحباب پر احتیاطاً عمل کی بجائے دوسرا پہلو بھی برابر کا ہے کہ فی الحقیقت یہ فضیلت نہ ہو تو ایسی صورت میں یہ اپنی طرف سے ایک عمل شریعت بنا دینے کے مترادف ہو۔ ان دونوں صورتوں میں احتیاط تو ترک میں ہے نہ کہ اس پر عمل کرنے میں جیسا کہ اس کی وضاحت ہم پہلے کر چکے ہیں۔

سخت حیرت کی بات ہے کہ یہ اصول بنانے والوں نے تو اس سلسلے میں ایک روایت ہی بنا ڈالی کہ چنانچہ علامہ ابن حجر ہیثمیؒ اس دعویٰ کہ "فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل بالاتفاق جائز ہے" کے بعد فرماتے ہیں کہ ایک ضعیف حدیث میں ہے:

"مَنْ بَلَغَهُ عَنِّيْ ثَوَابُ عَمَلٍ فَعَمِلَهُ حَصَلَ له أجر وإن لم أكن قلته أو كما قال" (الاجوبة، ص ۴۲)

"جسے میری طرف سے کسی عمل پر ثواب ہونے کا علم ہو پھر وہ اس پر عمل کرے، اسے اس عمل کا اجر و ثواب ملے گا اگرچہ میں نے وہ بات نہ کہی ہو"

لیجئے اس موقف پر بلکہ کہئے کہ فضیلتِ عمل میں ضعیف حدیث پر عمل کے لئے ضعیف حدیث بھی موجود لہٰذا اب اس کا انکار کیسے ؟...... حالانکہ ان الفاظ کے ساتھ ذخیرۂ احادیث میں کوئی حدیث منقول نہیں حتیٰ کہ کتبِ ضعفاء و موضوعات میں بھی نہیں ہے۔ جیسا کہ اس کے حاشیہ میں شیخ ابوغدہؒ نے وضاحت کر دی ہے۔ مگر دیکھا آپ نے اسے 'ضعیف' کہہ کر فضائل اَعمال میں اسے بھی قبول کر لیا گیا اور بہت سی بدعات اور مخصوص نمازیں اسی قسم کی 'ضعیف' احادیث سے ہی رائج ہیں اور رائج رہی ہیں۔ جیسا کہ علامہ شاطبیؒ وغیرہ نے کہا ہے بلا شبہ اکثر اہل علم کی رائے یہی ہے مگر جس احتیاط کی بنیاد پر استحباباً عمل جائز قرار دیا گیا اس میں احتیاط کا تقاضا تو اس پر عمل نہ کرنے کو ہے، عمل کرنے کو نہیں۔ اسی بنا پر علامہ البانیؒ نے اس موقف کو اختیار کیا اور الصحیحة اور الضعیفة کی بنیاد پر احادیث کی حیثیت بیان کرنے اور اس کی صحت و ضعف کو واضح کرنے میں عمر عزیز صرف کر دی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو قبول فرمائے اور جو یندگانِ راہِ حق کے لئے مشعل راہ بنائے خود ان کا اپنا بیان ہے:

"إننا ننصح إخواننا المسلمين في مشارق الأرض و مغاربها أن يَدَعوا العمل بالأحاديث الضعيفة مطلقاً وأن يوجهوا هِمَّتهم إلى العمل بما ثبت منها عن النبي ﷺ ففيها ما يغني عن الضعيفة...... الخ" (ضعيف الجامع، ج۱ ص۵۱)

© rasailojaraid.com


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



"یعنی ہم مشرق و مغرب میں بسنے والے اپنے مسلمان بھائیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ مطلقاً ضعیف احادیث پر عمل کرنا چھوڑ دیں اور اپنی ہمت ان احادیث پر عمل کرنے کے لئے مرتکز رکھیں جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ وہ صحیح احادیث ہمیں ضعیف احادیث سے بے نیاز کر دیتی ہیں"

اسی جذبہ صادقہ نے امام بخاریؒ کو الجامع الصحیح لکھنے پر مجبور کیا۔ بعض دیگر محدثین نے بھی ان کی پیروی کی اور انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ نے الصحیحۃ اور الضعیفۃ کو الگ الگ جمع کرنے کی کوشش کی۔ الصحیحۃ میں صحیح، صحیح لغیرہ اور حسن، حسن لغیرہ کا اور الضعیفۃ میں ضعیف، ضعیف جداً، شاذ، منکر، باطل، موضوع، لا أصل له، لا يصح، لا أصل له مرفوعاً وغیرہ کا درجہ و مرتبہ بادلیل بیان کیا، ان کی اس تحقیق سے اختلاف ممکن ہے۔ لیکن ان کی اس صائب فکر اور قابل قدر کوشش کو تنقیص کی نظر سے دیکھنا کوئی خدمت اور مستحسن رویہ نہیں۔ بدعت کے اس دور میں سلامتی کی وہی راہ ہے جو علامہ البانیؒ اور ان کے پیشرو حضرات نے اختیار کی ہے۔ سنت کی پیروی، بدعت میں اجتہاد سے بہر نوع بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح احادیث پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور بدعات و خرافات سے محفوظ رکھے۔ آمین!

---

**قارئین توجہ فرمائیں** گذشتہ برس مدیر اعلیٰ حافظ عبدالرحمن مدنی شیخ البانی سے ملاقات کے لئے اُردن تشریف لے گئے جہاں شیخ البانی سے محدث کے لئے فتنہ انکار حدیث کے حوالے سے تفصیلی انٹرویو کیا گیا۔ یہ انٹرویو فتنہ انکار حدیث نمبر میں شائع ہوگا۔ ان شاءاللہ...... اُردن میں ہفتہ عشرہ کے اس قیام کے آخری روز شیخ البانی سے اہالیان پاکستان کے لئے خصوصی نصیحت کی گذارش کی گئی جو شیخ نے کمال مہربانی سے قبول فرمائی۔ گھنٹہ بھر کی اس وصیت کو ریکارڈ کیا گیا۔ محدث کے اس شمارے کیلئے اس وصیت کو کیسٹ سے نقل کر کے ترجمہ کر لیا گیا تھا لیکن صفحات کی ضخامت پوری ہو جانے اور محترم مدیر اعلیٰ کی خرابیٔ صحت کی بنا پر ان کی اشاعت کو ملتوی کیا جا رہا ہے...... اسی طرح مولانا حافظ صلاح الدین یوسف نے "شیخ البانی اور اصولِ حدیث" کے موضوع پر بعض استفسارات کے جوابات تحریر فرمائے تھے۔ یہ مضامین اب انکارِ حدیث نمبر میں ہی شائع ہوں گے۔ ان شاءاللہ قارئین سے مدیر اعلیٰ کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے! (ادارہ)

---

گذشتہ ماہ شیخ البانی کے معروف شاگرد شیخ سلیم الہلالی اُردن سے لاہور پہنچے اور ۶ / نومبر ۹۹ء کی شام کو ادارۂ محدث میں مدیر اعلیٰ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے...... اسی طرح برطانیہ سے شیخ البانی کے شاگرد بھی آپؒ کی وفات کے چند ہی دنوں بعد ادارۂ محدث میں تشریف لائے اور مدیر اعلیٰ سے ملاقات کرنے کے ساتھ مجلس التحقیق الاسلامی اور جامعہ لاہور الاسلامیہ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا اور شیخ البانی کے لئے اجتماعی دعا کروائی۔ (ادارہ)

© rasailojaraid.com



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



مدیر اعلیٰ کی علاج کی غرض سے شیخ سے ایک نشست کا احوال — ترتیب وترجمہ: حافظ حسن مدنی

# شیخ البانیؒ: مرض الموت کے ابتدائی عوارض اور ان کے علاج کی تدبیریں

مدیر اعلیٰ محدث مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی اور شیخ محمد ناصر الدین البانی کی اُردن (عمان) میں آخری ملاقاتوں کے دوران ایک نشست شیخ موصوف کی بیماری اور اس کے علاج کے حوالہ سے بھی یادگار ہے۔ مولانا مدنی کو طب ِنبویؐ سے بھی خاص شغف ہے اور وہ ایلوپیتھی طریقہ علاج کے ساتھ ساتھ بطورِ غذا اور پرہیز اپنے عزیز واقارب میں اس کا اہتمام بھی کرتے رہتے ہیں اور اپنے بزرگوں اور احباب کی خدمت وعیادت اس طرح بھی انجام دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ محدث العصر شیخ البانی جیسی شخصیت جس کا اوڑھنا بچھونا ہی "سنت وحدیث" ہے، سے اس طریق علاج کا ذکر آیا، جو جڑی بوٹیوں سے کیا جاتا ہے اور اسے اس مناسبت سے "طب ِنبویؐ" کہتے ہیں، تو شیخ موصوف نے اس میں خاص دلچسپی لی اور اس کا فوری اہتمام بھی شروع کردیا۔ شیخ البانی کے جن اَمراض کا سطورِ ذیل میں ذکر کیا جا رہا وہ اصل امراض تھیں جبکہ بعد ازاں ایلوپیتھی علاج کی مجبوریوں کے جو منفی اثرات مرتب ہوئے، ان میں شیخ کے گردے فیل ہوگئے اور جگر بھی شدید متاثر ہوگیا تھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کی یہ نشانی واصل بحق ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

ہم اس گفتگو کو کیسٹ (عربی) سے اُردو مفہوم میں منتقل کرکے شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ ادارہ

**شرکاءِ مجلس**: شیخ محمد ناصر الدین البانی اور انکے بیٹے عبدالرحمٰن، شیخ محمد ابراہیم شقرۃ، شیخ خالد العلاونہ حافظ عبدالرحمٰن مدنی، حافظ حسن مدنی، جناب عبدالکریم ثاقب، بیروت اور طرابلس کے بعض علماء

ابتدائی کلمات کے بعد!

حافظ عبدالرحمٰن مدنی: شیخ کے مرض کے بارے میں ہمیں تشویش ہے چونکہ طب ِنبویؐ سے مجھے بھی کچھ شناسائی ہے، اس لئے آپ کی تکلیف کے بارے میں، میں کچھ جاننا چاہوں گا؟

محمد بن ابراہیم شقرۃ: یا شیخ، ان کو اپنے مرض کے بارے میں کچھ بتلایئے، میں نے یہاں آنے سے قبل ان کو آپ کی صحت کے بارے میں کچھ بتایا تو ہمارے مہمان مولانا مدنی کہنے لگے کہ میں بعض سادہ چیزوں کے استعمال سے شیخ کی بحالیٔ صحت میں مدد لینا چاہتا ہوں۔ ان شاء اللہ نہ صرف ایسی چیزوں کے استعمال کا کوئی غلط ردّ عمل نہیں ہوگا بلکہ بعض اوقات بفضلہٖ تعالیٰ محیر العقول نتائج بھی سامنے آسکتے ہیں۔ اگر آپ انہیں اپنی تکلیف کے بارے میں بتائیں تو ممکن ہے، اللہ مولانا مدنی کے علاج سے آپ کو شفایاب کردے!

شیخ البانی: (مولانا مدنی کو مخاطب کرتے ہوئے) مجھے داہنے کان سے کچھ سنائی نہیں دیتا، ہمیشہ کان میں دباؤ کی شکایت رہتی ہے، جبکہ بائیں کان سے بہت کم سنائی دیتا ہے، لیکن اس میں دباؤ قدرے کم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کان میں خارش کی بھی شکایت ہے۔ مجھے اپنے اللہ سے کوئی شکوہ نہیں، تکلیف تو گناہوں کے سبب ہی ہوتی ہے!

شیخ شقرۃ: واللہ المستعان! آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن آپ اپنے گناہوں کو بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں، لوگ تو آپ......!

© rasailojaraid.com


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ